اخذ و استفادہ :

برصغیر میں فارسی تحقیق کے عناصر اربعہ

مذکورہ بالا عنوان سے مجلہ "دانش" اسلام آباد کے مشترکہ شمارے ۲۴، ۲۵ (۱۹۹۰ - ۹۱) میں ڈاکٹر آصفہ زمانی کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ قارئین کی دلچسپی کے لیے اس کے بعض وہ اجزاء اقتباس کیے جاتے ہیں جو حافظ محمود شیرانی اور پروفیسر نذیر احمد کے منہاج تحقیق سے متعلق تصریحات پر مبنی ہیں :

● ادبی تحقیق میں استشہاد کو کافی دخل ہے۔ شہادتیں دو طرح کی ہوتی ہیں۔ اول خارجی شہادت، دوم داخلی شہادت خارجی شہادتوں میں تاریخیں، تذکرے، ادبی تحریریں، سیاحت نامے، خطوط اور ڈائریاں وغیرہ شامل ہیں۔ جب کہ داخلی شہادتوں میں شاعر یا مصنف کے کارناموں، زبان و بیان، الفاظ و محاورات، اصطلاحات و فقرات کی ساخت سے کسی خاص عہد کا تعین کیا جاتا ہے، اس قسم کی شہادتیں خارجی شہادتوں کے مقابلے میں زیادہ مفید اور معتبر مانی جاتی ہیں۔ یہ ایک طرح کا کتابی پوسٹ مارٹم ہے جس میں ایک ایک لفظ، ایک ایک محاورے اور ایک ایک کلمے پر دقت کے ساتھ نظر کرنی ہوتی ہے۔ اور پھر اس طریق کار سے کلام کی آمیزش اور ملاوٹ کا پتا لگایا جاتا ہے۔ گویا داخلی شہادت ایک ایسا آلہ ہے جس سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کیا جا سکتا ہے۔

حافظ محمود شیرانی اس سلسلے میں اجتہاد کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان کی تحقیق کا ایوان عموماً داخلی شہادتوں پر قائم ہے۔ انھوں

نے اس بنیاد پر بعض چونکا دینے والے کارنامے انجام دیے ہیں۔ "تنقید شعرالعجم" اور فردوسی اور شاہ نامے سے متعلق ان کی تحقیق خالص داخلی شہادتوں پر منحصر ہے۔ (ص ۲۱۲)

پروفیسر شیرانی نے مضبوط داخلی شہادتوں کی بنیاد پر مفروضات کے بڑے بڑے بت توڑے ہیں۔ تحقیق کے میدان میں ان کی یہ بت شکنی اور جسارت بلاشبہہ قابل تحسین ہے۔ پروفیسر محمود شیرانی کو اِس میدان کا سرخیل کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ (ص ۲۱۵)

● ادبی تحقیق کے سلسلے میں صحت متن کا مسئلہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ اس کام کو ہم متنی تحقیق کہہ سکتے ہیں۔ متنی تحقیق کے سلسلے میں ایک محقق کو چند بنیادی امور کو ذہن میں رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ تبھی وہ متنی تحقیق کے فرائض سے عہدہ برآ ہوسکتا ہے، مثلاً متن کی ہیئت یعنی حدود کا تعین، ترتیب متن اور کتابت متن کی تاریخی اہمیت، حاشیہ نگاری، اصلاحی حواشی، تقابلی حواشی اور تعلیقات متن وغیرہ، فرہنگ، دواوین، تذکروں اور خطوط و انشاء کے نثری شہ پاروں کی تصحیح کے وقت متنی تحقیق بروےکار لائی جاتی ہے۔

متنی تحقیق بڑی صبر آزما چیز ہے اور شاید جادۂ تحقیق کی دشوار گذار منزل تک اس راستے سے گذرنا سہل الحصول طبیعتوں کا کام نہیں۔ اس شاہراہ سے تو کچھ وہی لوگ گذر سکتے ہیں، سخت کوشی جن کا مذہب اور کوہ کندن جن کا ایمان ہے۔ اس دشوار گذار منزل کو جس شخص نے اپنی زندگی کا مقصد بنالیا، تحقیق کی دنیا میں وہ معتبر نام ہے پروفیسر نذیراحمد کا۔ اگرچہ انھوں نے اپنی چالیس سالہ ادبی زندگی میں مختلف تحقیقی و تنقیدی مضامین لکھے لیکن متنی تحقیق کے سلسلے میں ان کی عرق ریزی اور دقت نگاہی کا مقابل ملنا مشکل ہے۔ (ص ۲۱۵،۲۱۶)